# علامہ سید سلیمان ندوی — ایک عظیم مفسرِ قرآن

ڈاکٹر غلام محمد

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی کی مؤرخانہ دھاک اور ادیبانہ ساکھ، اُن کی متکلمانہ مجتہدانہ عظمت سے بڑھ کر قرآنی بصیرت کا حجاب اکبر بن گئی، لامحالہ عام [illegible] علامہ کے اسی ظاہری اور ثانوی پہلو کی داد و تحسین ہوتی رہی، علامہ کو گلہ رہا کر

ع از درونِ من نہ جست اسرارِ من

فرمایا کرتے تھے کہ "تاریخ تو ہمارے دسترخوان کی چٹنی ہے، ہمارے ہاں اصل غذا تو قرآن پاک ہی کی فراہم کی جاتی ہے، ہمارے استاد علامہ شبلی نعمانی نے تقاضائے وقت کو پہچان کر تاریخ کی آڑ میں مسلمانوں تک اسلام کی صحیح تعلیمات پہنچانے کا ارادہ فرمایا تھا" — واقعی بات بھی یہی ہے کہ جو لٹریچر علامہ شبلی اور علامہ سلیمان نے چھوڑا ہے اس سے علامہ ندوی کے اس قول کی کھلی تصدیقات حاصل ہوتی ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس پہلو سے شاگرد کا ترکہ استاد کے ورثہ سے کہیں زیادہ گرانقدر، معتبر اور مستند ہے، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ نے بھی لکھا ہے کہ "سید صاحب اپنے علم و تحقیق اور وسعت مطالعہ میں اپنے استاد و مربی مولانا شبلی مرحوم سے بہت آگے بڑھ گئے تھے"، [1] ہوسکتا ہے کہ یہ فرق وسعت علمی اور دقت نظر کے ساتھ ساتھ شاکلہ اور مزاج کے فرق کی وجہ سے بھی پیدا ہوگیا ہو، حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ جب ہمارے حضرت علامہ رح کی تصنیفات سے

---

[1] پرانے چراغ جلد اول۔ "مولانا سید سلیمان ندوی رح"

© rasailojaraid.com

متعارف ہوئے تو حضرت ممدوح کا یہ بلیغ جملہ اہل علم میں مشہور و مقبول ہو گیا تھا کہ:

"شبلی و سلیمان میں وہی نسبت ہے جو ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم میں ہے"

آج یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ تحقیقات علمی، خصوصاً حکمت قرآنی میں جو اعتبار اور رتبہ استاد علامہ سید سلیمان ندویؒ کے رشحات قلم کو حاصل ہے اور بیک وقت دیو بند، فرنگی محل اور عالم استشراق میں اسکی ساکھ قائم ہے، وہ علامہ شبلی کے حصہ میں نہ آسکی، محدث جلیل مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے اپنے عظیم المرتبت استاد حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "عقیدۃ الاسلام" کا ایک نسخہ جو انکی ملک میں تھا، راقم الحروف کو دکھایا تھا، اس میں سات آٹھ مقامات پر عربی زبان میں علامہ کشمیری کے قلمی حواشی اس مفہوم کے ثبت ہیں کہ "صاحب ارض القرآن نے اس مقام پر تحقیق ختم فرمادی ہے" - اسی طرح حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گرانقدر تفسیری حواشی میں کئی جگہ ارض القرآن سے جو استناد فرمایا ہے، وہ ہر کوئی دیکھ سکتا ہے — خیر یہ تو ایک ارض القرآن کی بات آگئی، "عربوں کی جہاز رانی" اور "عرب و ہند کے تعلقات" تو بظاہر ٹھیٹھ جغرافیائی اور تاریخی کتابیں ہیں جو علامہ کی قلمی یادگار ہیں، مگر ان کتابوں کو بھی پڑھیئے تو ان کے اندر تاریخ و جغرافیہ سے زیادہ قرآن پاک ہی کا تعارف (INTRODUCTION) ملے گا اور پڑھنے والے میں قرآن سے رشد و ہدایت حاصل کرنے ہی کا ذہنی رجحان نشو و نما پائے گا — رہی "سیرت النبیؐ" تو اس کے متعلق حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ جیسے وسیع النظر عبقری عالم فرمایا کرتے تھے کہ "سیرت النبیؐ" تو در اصل انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ہے" اور اس میں [illegible] علمی کمالات کھپائے گئے ہیں [illegible] سے [illegible] کہ سیرت کو انسائیکلوپیڈیا بنانے والی عرب کی جہاز رانی [illegible] علامہ سلیمان کے قلم کی یادگار ہیں اور

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

ان میں حکمتِ قرآنی کے جواہر خاص طور پر اہل نظر کے لئے جاذب توجہ ہیں ۔ جولائی ۱۹۶۱ء میں راقم الحروف دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں حاضر تھا تو فاضل حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی نے مجھ سے فرمایا "میرے روابط تو ہندوستان اور بیرون ہند سارے ہی مکاتیب خیال کے علماء سے ہیں، مگر میں نے قرآنی مباحث میں حضرت سید صاحبؒ سے زیادہ غامض نظر کوئی نہیں پایا"

پھر اپنے قلم سے یہی شہادت ان الفاظ میں پیش فرما گئے ہیں کہ :

"..... میں نے ہندوستان و بیرون ہند کی سیاحت اور ممالک اسلامیہ سے قریبی واقفیت کے سلسلہ میں ..... مولانا سید سلیمان ندوی جیسا [illegible] الذوق نہیں دیکھا" [1]

اعتراف کمال فرماتے ہوئے آگے صراحت فرماتے ہیں :-

"عام طور پر لوگ سید صاحب کو مورخ یا ادیب کی حیثیت سے جانتے ہیں خصوصاً علماء کے قدیم حلقہ میں ان کا تعارف اسی سلسلہ سے ہے لیکن مجھے سید صاحب کی علمی صحبتوں اور ذاتی استفادہ سے معلوم ہوا کہ ان کا امتیازی مضمون قرآن مجید اور علم کلام ہے، میں نے معاصر علماء میں کسی شخص کا مطالعہ قرآن مجید اور علوم قرآن کا اتنا وسیع اور گہرا نہیں پایا" [2]

یہی اعتراف مولانا محمد اویس نگرامی رحمۃ اللہ علیہ (سابق شیخ التفسیر ندوۃ العلماء) کو رہا جو حضرت علامہ کے قرآنی علوم کے وارث تھے، مولانا فرمایا کرتے تھے اور راقم ناچیز نے بھی دس سالہ تعلق میں یہی دیکھا کہ حضرت علامہ کی عام بات چیت حتیٰ کہ مزاح تک قرآنی اشارات و نکات سے مملو رہتا تھا، نمونہ کے لئے مولانا نگرامی کی ایک روایت پیش ہے:
مولانا نے اپنے استاد عالی مقام سے عرض کیا کہ کچھ لوگوں نے ریڈیو سیٹ کے لئے ایک غلاف تیار کیا ہے اور اس پر کوئی آیت کاڑھنا چاہتی ہیں، حضرت علامہ نے جھٹ سے فرمایا۔ اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (فصلت) یعنی ہمیں اسی خدا نے گویائی دی جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا ہے ـــ آیت کی لطافت شاید محسوس نہ کی ہو، یہ قول ہوگا قیامت کے دن انسان کا نہیں بلکہ اس کے جسم کی بے زبان کھال کا اور

---

[1] و [2] بحوالہ سابق ۔ صفحات ۵۷، ۵۸

© rasailojaraid.com

کھال کے بول پڑنے پر خود جسم و زبان والے پوچھیں گے کہ تم بے زبانوں کو آج کس نے گویا کر دیا ہے تو وہ جلدیں کہیں گی کہ اسی خدا نے جس نے سب کو گویائی بخشی ۔ سبحان اللہ کیا استحضار ہے اور کیا موزونیتِ انتخاب،

یہ چند تصدیقات ان حضرات کے لئے پیش کی گئیں جو حضرت علامہ سے شخصی طور پر یا ان کی تصنیفات کے غائر مطالعہ کے ذریعہ ان سے متعارف نہیں ورنہ جو عظیم الشان علمی ورثہ وہ اُمّتِ محمدیہ کے حوالے کر گئے ہیں - وہ ہر تحسین و تصدیق غیر سے بے نیاز ہے

ے طمع فاتحہ از غیر نداریم نیاز عشقم اندر پس من فاتحہ خوانم باقی ست

حضرت علامہ خالص علمی و تحقیقی مزاج اور متین و متوازن طبیعت کے مالک تھے، [illegible] سے کلام الٰہی کے اسرار کھلتے ہیں - علامہ نے اپنی علمی تحقیقات کی جوانی عمری میں یہ خواب دیکھا تھا کہ وہ ایک کنویں کے کنارے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے پانی سینچ رہے ہیں یہ ابن عباس کون ہیں ہ جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا دی تھی - اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْقُرْاٰن (اے اللہ اس کو قرآن کا علم عطا فرما) حضرت علامہ کا اُن کے ساتھ کھڑے پانی سینچنا کھلی بشارت ہے کہ انہیں قرآنی علوم و حکم سے خاص مناسبت بخش دی گئی اور ان کے ہاتھوں یہ معارف وقفِ عام ہوں گے -

ع یہ رُتبہ بلند ملا جس کو مِل گیا

اس ضروری تمہید کے بعد اب حضرت علامہ کی تصانیف سے یہ ہیچمیرز ہیچمدان حکمتِ سلیمانی کے چند نظائر پیش کرتا ہے اس سے اندازہ ہو گا کہ قرآنی عقدے کیسے کھلتے ہیں اور ایک متحیر ذہن کو کیسا سکون و سرور میسر آتا ہے -

## (۱) نامتناہی اجر اور خُلقِ محمدی میں ربط

سورۂ قلم کی ابتدائی آیتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے "خلقِ عظیم" کا جہاں ذکر ہے وہاں دو قرآنی جواہر پارے یہ ملتے ہیں (۱) وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ (۱) وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یعنی اے محمدؐ (۱)، آپ کا اجر کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے اور (۲)، تحقیق کہ آپ اعلےٰ اخلاق پر فائز ہیں ــــ یہاں الجھن یہ پیش آتی ہے کہ نامتناہی اجر اور خُلقِ محمدیؐ کا

© rasailojaraid.com

کا معنوی ربط کیا ہے؟ سنئے اپنی بے نظیر کتاب "خطبات مدراس" کے چھٹے خطبہ "عملیت" میں حضرت علامہ اسکی گرہ کشائی فرماتے ہیں:

"یہ دونوں فقرے گو نحو میں معطوف و معطوف علیہ ہیں لیکن درحقیقت اپنے اشارۃ النص اور ترکیبِ کلام کے لحاظ سے علت و معلول ہیں یعنی دعوے اور دلیل ہیں، پہلے ٹکڑے میں آپ کے اجر کے نہ ختم ہونے کا دعوے ہے اور دوسرے ٹکڑے میں آپکے عمل اور اخلاق کو دلیل میں پیش کیا گیا ہے یعنی آپ کے اعمال اور آپ کے اخلاق تو دلیل ہیں کہ آپ کے اجر کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا"

© rasailojaraid.com

## (۲) اہلِ جنّت کا صبح و شام کا رزق کیا ہے؟

سورۃ مریم میں ایک جگہ جنتیوں کو صبح و شام رزق ملنے کا ذکر ہے وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۔ یہ رزق کیا ہوگا؟ اس کی حقیقت کو حضرت علامہ نے سیرت النبی جلد چہارم میں "جنت مقام تسبیح و تہلیل" کے زیرِ عنوان بے نقاب فرمایا ہے:

"اس صبح و شام کی روزی سے مقصود کیا جنت کے الوان نعمت ہیں؟ اگر ایسا ہوتا تو صبح و شام کی کیا تخصیص تھی، وہ تو ہر وقت سامنے ہونگے میرا گمان یہ ہے کہ اس روزی سے خدا کی تسبیح و تہلیل کی روحانی روزی اور ربانی غذا مراد ہے اور حدیث کے ان لفظوں کو اسی کی تفسیر جانتا ہوں، صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے جنت کی نعمتوں کے سلسلہ میں فرمایا: يُسَبِّحُونَ اللهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا (صفۃ الجنۃ) وہ صبح و شام اللہ کی تسبیح و تہلیل کریں گے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا "اہل جنت کو ایسا تسبیح و تہلیل کا الہام ہو گا جیسے کہ سانس کا" اور شاید قرآن پاک میں [illegible] وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ [illegible]
[illegible]
[illegible]

## (۳) بہ مشکل قدرت پر روزہ کی فرضیت ساقط

سورۂ بقرہ کی مشہور آیت ہے

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ - یہاں "یطیقون" کے لفظ کا عام طور پر مفہوم یہ سمجھا گیا ہے کہ جب روزہ رکھنے کی سکت ہی باقی نہ رہے تو روزہ کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے اور اسکی تلافی ایک مسکین کو دو وقت کھانا کھلا کر کی جا سکتی ہے - حضرت علامہ نے یہ عقدہ کشائی فرمائی کہ یہاں طاقت اور سکت کے بالکل ہی زائل ہو جانے کا ذکر نہیں بلکہ محض بہ دقت روزہ رکھنے کی صورت میں رخصت حاصل ہے، دقیقہ رسی ملاحظہ ہو -

لفظ اطاقۃ کے معنی میں بعض صاحبوں کو یہ شبہ ہوا ہے کہ اسکے معنے توانائی، وسعت اور قدرت کے ہیں، بہ مشکل قدرت اور طاقت رکھنے کے نہیں - مگر یہ صحیح نہیں - اطاقۃ طاقۃ کے باب افعال سے مصدر ہے، اس کا ثلاثی مصدر کم استعمال میں آتا ہے اور طاقۃ کے لغوی معنی لسان العرب اور تاج العروس وغیرہ میں یہ لکھے ہیں -

| | |
|---|---|
| والطوق الطاقۃ ای | طوق کے معنی طاقت کے ہیں - |
| اقصی غایتہ وھو اسم | یعنی قوت کی انتہائی غایت اور |
| لمقدار ما یمکن ان | وہ اس مقدار کا نام ہے جس |
| یفعلہ بمشقۃ منہ | کو کوئی مشقت کے ساتھ کر سکے - |

حضرت ابن عباسؓ غالباً یہی معنی قرار دیکر حاملہ، مرضعہ اور بوڑھے کو فرضیت سے مستثنیٰ سمجھتے تھے (ابوداؤد - کتاب الصوم - باب من قال ھی مثبتۃ للشیخ والحبلی)

یہ تفسیر کا جواہر پارہ سیرۃ النبیؐ جلد پنجم میں روزہ کے زیر عنوان [illegible] ہے [illegible] آکر مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات علامہ سے پوچھا [illegible] کے

[illegible]

## (۴) قرآن میں ختم نبوت کا مفہوم

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ قرآن پاک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کا لقب عطا کیا گیا ہے، زمانۂ حاضر کے بعض مدعیوں نے لفظ خاتم کی وہ تعبیر اختیار کی جس سے لفظی طور پر تو یہ لقب محمد عربی (فداہ ابی وامی) صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے ساتھ خاص رہے باقی نبوت کا دروازہ کھلا کا کھلا رہ جائے اور ہر بیباک و گستاخ حریم نبوت میں بار پا سکے، اس کے جواب میں علمائے حق نے دفتر کے دفتر تیار کر دیئے ہیں اور قرآن، حدیث اور آثار سے مدعیان نبوت کے رد میں مسکت جوابات دئے ہیں۔ اس ذخیرہ کا بڑا حصہ راقم ہیچمدان کی نگاہ [illegible] علم و اطلاع کے ساتھ میں یہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ وہ قرآنی استدلال جو حضرت علامہ سید سلیمان نور اللہ مرقدہٗ نے ایک صفحہ میں پیش فرمایا ہے وہ بڑی بڑی کتابوں پر بھاری ہے اور طویل طویل کتابیں اس استدلال سے خالی ہیں ــــ سیرۃ النبیؐ کی تیسری جلد میں خصائص نبوی کے زیر عنوان حضرت علامہ کی نرم و نازک انگلیوں سے کیا پر زور اور کامیاب علمی محاربہ آ گیا ہے کہ کوئی مدعی اجرائے نبوت سر نہیں اٹھا سکتا، ملاحظہ ہو۔

”ختم کے لغوی معنی کسی چیز کو اس طرح بند کرنے کے ہیں کہ نہ اس کے اندر کی چیز باہر نکل سکے اور نہ باہر کی چیز اس کے اندر جا سکے اسی سے اسکے دوسرے معنی کسی شئے کو بند کر کے اس پر مہر کرنے کے ہیں جو اس بات کی علامت ہے کہ اسکے اندر سے نہ کوئی چیز باہر نکلی ہے اور نہ کوئی باہر کی چیز اس کے اندر گئی ہے اور چونکہ یہ عمل مہر سب سے آخر میں کیا جاتا ہے اس کے معنی انتہا اور ختم کے بھی آتے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ تمام معنے مستعمل ہوتے ہیں مثلاً ــــ

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ (یٰسٓ) آج قیامت کے دن

---

[1] اس سلسلے کی سب سے مبسوط تالیف مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی تین مجلدات ختم نبوت فی القرآن، ختم نبوت فی الحدیث، اور ختم نبوت فی الآثار ہے۔

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے (یعنی بند کر دیں گے کہ بول نہ سکیں گے)
یہاں ختم کے معنی بند کر دینے کے بالکل ظاہر ہیں۔
خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ (البقرہ) خدا نے (ان کافروں کے) دلوں پر مہر لگا دی ہے یعنی ان کے دلوں کے دروازے بند ہیں کہ باہر سے جو نصیحت اور ہدایت کی باتیں سنتے ہیں وہ ان کے دلوں کے اندر گھس نہیں سکتیں اور بے اثر رہتی ہیں۔
وَخَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ (جاثیہ) اور خدا نے اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی (یعنی اس کے کان اور دل بند کر دیئے) کہ اس کے کان کے اندر دعوت رسول کی آواز اور اس کے دل کے اندر اس آواز کا اثر نہیں جاتا۔
یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ (مطففین) (اہل جنت) پلائے جائیں گے وہ شراب جس پر مہر لگی ہوگی وہ سر مہر یعنی بند ہوگی جو اس بات کا ثبوت ہوگا کہ یہ خالص شراب ہے، یہ کھلی نہیں کہ اس کے اندر کی خوشبو باہر نکلی ہو اور نہ اسکے اندر باہر سے کوئی چیز کسی نے ملا دی ہے جس سے اسکی تیزی کم ہوگئی ہو اس کے بعد یہ آیت ہے۔
خِتَامُهٗ مِسْكٌ۔ اسکی مہر مسک ہوگی۔ یا اس شراب کا آخر مسک ہوگا یعنی اسکے ہر گھونٹ کے بعد مشک کی بو اس میں سے نکلے گی یا یہ معنے کہ بوتل یا صراحی کا منہ نہایت صفائی اور نزاہت کی غرض سے دنیا کی طرح مٹی، لاکھ یا موم کے بجائے مشکِ خالص سے بند ہوگا۔

"بہرحال ان تمام استعمالات سے بالیقین معلوم ہوگا کہ اس لفظ کے عمومی اور مشترک معنی کسی چیز کے بند کرنے کے ہیں۔ لفظ خاتم کی دو قرأتیں ہیں، مشہور قرأت تو خَاتِم (بکسر تاء) کی ہے جسکے معنی ختم کرنے والے اور بند کرنے والے کے ہوتے اور دوسری قرأت خَاتَم (بفتح تاء) کی ہے جسکے معنی ہیں وہ شئے جس کے ذریعہ کوئی شئے بند کی جائے اور اس پر مہر لگائی جائے تاکہ وہ کھولی نہ جا سکے اور نہ اس کے اندر کوئی چیز باہر سے جا سکے۔ الغرض دونوں حالتوں میں آیت پاک کا حاصلِ معنی ایک ہی ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود پیغمبروں کے سلسلے

© rasailojaraid.com

کو بند کرنے والا اور ان پر مہر لگا دینے والا ہے کہ پھر آئندہ کوئی نیا شخص اس جماعت میں داخل نہ ہو سکے ۔"

## (۵) زکات اور تملیک !

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ الخ ہمارے اکثر فقہائے نے مدات زکواۃ والی آیت میں فِی سَبِیلِ اللّٰہ سے مراد صرف جہاد بالسیف لیا ہے۔ اور لِلفُقرا کے لام کو لام تملیک قرار دیا ہے۔ حضرت علامہ کے نزدیک یہ تحدیدات درست نہیں۔ ان کے نزدیک فی سبیل اللہ میں ہر دینی کام شامل ہو سکتا ہے اور لِلفقرآء کے لام کو لام انتفاع لیا جا سکتا ہے۔ سیرۃ النبیؐ جلد پنجم میں اس مقام پر بہ بصیرت افروز حاشیہ سپرد قلم فرمایا ہے۔

"فقہاء نے فی سبیل اللہ سے مراد صرف جہاد لیا ہے مگر یہ تحدید صحیح نہیں معلوم ہوتی، ابھی آیت گزر چکی لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، اس سے بالاتفاق صرف جہاد نہیں بلکہ ہر نیکی اور دینی کام مراد ہے۔ اکثر فقہاء نے یہ بھی کہا ہے کہ زکواۃ میں تملیک یعنی کسی شخص کو ذاتی ملک بنانا ضروری ہے انکا استدلال جو لِلْفُقَرَآءِ کے لام تملیک پر مبنی ہے، بہت کچھ مشتبہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ لام انتفاع ہو جیسے خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا۔"

علامہ کی اس تشریح کو قبول کر لیا جائے تو صرف زکواۃ کا دائرہ کتنا وسیع ہو جائے اور دوسری طرف "حیلۂ تملیک" کی صد درجہ مضحکہ خیز اور شرمناک گرم بازاری ختم ہو جائے

## (۶) اظہار و غلبۂ دین اسلام

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ (توبہ)

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ پیشنگوئی پوری ہو چکی یا اس کا ہونا باقی ہے؟
عام رائے تو یہی ہے کہ فتح مکہ کی صورت میں یہ پیشین گوئی ظاہر و ثابت ہو چکی، بعض یہ سمجھتے ہیں کہ نہیں ہر دور میں اظہار دینی اور غلبۂ ظاہری کی ذمّہ داری اُس دور کے مسلمانوں پر عائد کی گئی ہے۔ حضرت علامہ نے سیرۃ النبی کی ناتمام جلد ہفتم میں اس آیت پاک کی تشریح میں جو نکتہ آفرینی کی ہے وہ اہل نظر کو خاص دعوتِ فکر فراہم کرتی ہے۔ غور فرمائیں۔ علامہ فرماتے ہیں :-

”یہ پیشین گوئی ۲ دو دفعہ سورۂ فتح و سورۂ صف میں دُہرائی گئی ہے۔
[illegible] فتح والی پیشین گوئی کفار کے اور سورۂ صف والی اہل کتاب کے مقابلہ میں ہے۔ یہ پیشین گوئی ایک رنگ میں پوری ہو چکی اور ابھی اسکو دوسرے رنگ میں پورا ہونا ہے اور یہ مسلمانوں کی دلجمعی اور اطمینان کا باعث تو ہے۔ لیکن اسکے پورا ہونے کے لیئے مسلمانوں پر سعی و کوشش بھی فرض ہے۔ بدر وغیرہ میں فتح کی پیشین گوئی کو مخبر صادق علیہ السّلام کی طرف سے دی جا چکی تھی، تاہم مسلمانوں کو اس کے لئے بھی ویسی ہی کوشش کرنی پڑی جیسا کہ سورۂ فتح کی پیشین گوئی میں اسکی طرف اشارہ موجود ہے۔“

## (۷) یہودیوں کی حکومت؟

مرض الموت میں سفیر شام، ان کے منسٹر ثقافتی اور دو ایک اور عرب حضرات علامہ کی خدمت میں حاضر ہوئے مزاج پرسی کے بعد سفیر صاحب نے عرض کیا کہ ایک علمی الجھن ہے جو کئی علماء سے حل نہ ہو سکی وہ یہ ہے کہ یہودیوں کے متعلق تو قرآن پاک میں یہ تصریح موجود ہے۔

| | |
|---|---|
| ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۔ | ڈالی گئی ان پر رسوائی اور فقیری ۔ |

اور احادیث نبوی سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ کبھی یہ قوم دنیا میں باآبرو اور حکمران قوم نہیں رہے گی پھر آج فلسطین میں انکی حکومت کیسے قائم ہے؟

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

حضرت علامہ نے ایک لمحہ تامل کے بغیر فرمایا کہ اس کا جواب تو قرآن پاک ہی میں خود موجود ہے۔

| | |
| --- | --- |
| ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ | ماری گئی ان پر ذلت جہاں کہیں |
| أَيْنَمَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ | بھی پائے جائیں گے بجز اس کے |
| اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ | کہ وہ اللہ تعالےٰ کی رسی تھام لیں یا الناس کی رسی۔ |

اور اسکی تفسیر میں فرمایا کہ حبل اللہ تو دینِ اسلام ہے اور حبل الناس سے مراد "ورلڈ پاور" یعنی عالمی طاقت ہے یعنی وہ دین میں داخل ہو جائیں یا کسی عالمی طاقت کا سہارا لے لیں تو البتہ ان کی ذلت دور ہو سکتی ہے۔ چنانچہ دنیا جانتی ہے کہ اسرائیل کی حکومت محض انگریز و امریکہ کے بل بوتہ پر قائم ہے!

اس جواب سے سفیر شام تو خیر اچھل ہی پڑے تھے، مگر جب یہ نکتہ راقم کے قلم سے نکل کر اہل علم کی نگاہوں میں آیا تو حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے فرمایا کہ چودھا صدی میں یہ بات پہلی بار حضرت علامہ پر کھلی ہے اور حضرت مولانا دریابادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسکی بڑی تحسین و آفرین فرمائی تھی کہ یہ سید صاحب ہی کا حصہ تھا، یہ نکتہ پہلی بار سمجھ میں آیا۔

سلیمانی بازارِ علم و حکمت میں سے پانچ ساختہ جواہر قرآنی یہاں اہلِ نظر کی نذر کئے گئے ہیں تاکہ ان کی آب و تاب کو دیکھ کر وہ خود اس بازار میں جا پہنچیں اور تزئین فکر و نظر کے اسباب مہیا کر سکیں۔

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

© rasailojaraid.com